فقیہ العصر مفتی عبدالشکور صاحب ترمذی قدس سرہ

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم

تقدیم

از قلم

حضرت مولانا مفتی سید عبد القدوس ترمذی مدظلہم

مہتمم جامعہ حقانیہ ساھیوال سرگودھا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

عرصہ ہوا کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے عنوان سے حضرت والد ماجد فقیہ وقت یادگار سلف حضرت مولانا مفتی عبدالشکور صاحب ترمذی قدس سرہ نے ایک مختصر مگر جامع مضمون تحریر فرمایا تھا جو اس وقت مختلف رسائل میں شائع ہوا۔ بار ہا خیال آیا کہ اسے الگ رسالہ کی صورت میں شائع کرنا چاہئے تا کہ اس کی افادیت عام ہو۔

برادر زادہ برخوردار سید عبد الباری ترمذی سلمہ اللہ اپنے ادارہ اشرف البیان سے بصد خوشی وبرائے حصول سعادت اسے شائع کر رہے ہیں، فللّٰہ الحمد ولہ الشکر۔

اللہ تعالیٰ اس کاوش کو قبول اور حضرت اقدس حضرت مولانا مفتی عبد الشکور ترمذی قدس سرہ کے رفع درجات کا سبب بنائیں اور بوسیلہ حضرت نبی رحمت وشفیع اعظم صلی اللہ علیہ وسلم اسے مسلمانوں کے لیے نافع ومفید بنائیں، آمین۔

فقط

احقر عبد القدوس ترمذی غفرلہ

جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودھا

۵/ربیع الاول ۱۴۳۱ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم

وما ارسلنٰك الا رحمة للعلمين (پ ۱۷) ہم نے آپ کو سارے جہانوں کے لئے رحمت ہی بنا کر بھیجا ہے۔انا رحمة مهداة (الحدیث) میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجی ہوئی رحمت ہوں۔

یا رب صل و سلم دائما ابدا　　　علی حبیبك خیر الخلق کلهم

نبی کریم ﷺ کی سیرت طیبہ اور آپ کے حالات مبارکہ کا مستند اور صحیح روایات کے ذریعہ اصلی صورت میں مسلمانوں تک خاص طور سے اور تمام عالم میں عام طور پر پہنچانا اور زیادہ سے زیادہ اشاعت کرنا مسلمانوں کی اہم ترین ذمہ داری اور ان کا فریضہ ہے اور تمام مدارس اسلامیہ اور تعلیم و تبلیغ تعلیمی تبلیغی اداروں کا مطمح نظر اور روح یہی سیرت مبارکہ ہے۔ بحمداللہ تعالیٰ اس فریضہ کی ادائیگی کا احساس عام طور پر قلوب میں پایا جاتا ہے اور مختلف صورتوں سے سیرت طیبہ کی اشاعت کا اہتمام ہر دور میں تقریر وتحریر کے ذریعہ کیا جاتا رہا ہے۔اسی معمول کے مطابق آنحضرت ﷺ کا بہت ہی مختصر طریقہ سے اجمالی تعارف اور سیرت کے ایک دو پہلو ناظرین کی خدمت میں پیش کررہا ہوں، اللہ تعالیٰ اس کو باعث ذخیرہ آخرت اور نافع اور قبول فرمائیں، آمین۔

سیرت طیبہ کی اہمیت اور ضرورت

اصل مدعیٰ پیش کرنے سے پہلے اس بات کا ذہن نشین کر لینا نہایت ضروری ہے کہ آنحضرت ﷺ کے حالات طیبہ اور اخلاق حمیدہ کا عام مسلمانوں تک پہنچانا ہماری دینی اور دنیوی فلاح اور کامیابی کیلئے نہایت ہی اہمیت کا حامل ہے۔ مسلمانوں کی دینی ترقی اور منافع تو سیرت نبوی ﷺ کے جاننے اور اس کے مطابق عمل کرنے پر موقوف ہیں ہی لیکن چودہ سو سالہ اسلامی تاریخ نے ہمیں یہ بھی بتلایا ہے کہ دنیوی ترقیات بھی بحیثیت مجموعی آنحضرت ﷺ کی سیرت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خصوصاً خلفاء راشدین کی اتباع پر ہی موقوف ہیں، ماضی کے تجربات کے پیش نظر اور خلفاء راشدین کے حالات پر نظر کرتے ہوئے اس کہنے میں کوئی باک نہیں کہ اس موجودہ تنزل وانحطاط کے دور میں بھی اگر اس امت مرحومہ کیلئے موجودہ پستی سے نکلنے اور سنورنے کا کوئی ذریعہ ہے تو وہی اور صرف وہی ہے جس نے اس کو پہلی مرتبہ ذلتوں کی اندھیریوں سے نکالا تھا یعنی آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طریقہ کی اتباع۔ امام دارالہجرۃ حضرت امام مالکؒ نے بالکل صحیح اور حقیقت کے موافق فرمایا ہے لا یصلح آخر ھذہ الامۃ الا ما صلح بہ اولھا اس امت کی اصلاح صرف اسی طریقہ میں ہے جس طریقہ میں اس امت کے پہلے لوگوں کی اصلاح ہوئی تھی۔

اسلامی تاریخ پر نظر ڈالی جائے تو بلاشبہ ہر آنکھ والے پر روز روشن کی

طرح یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اسلام اور مسلمانوں کیلئے کسی وقت اور کسی حالت میں بھی وہ طریقہ نافع نہیں ہوسکتا جو نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خصوصاً خلفاء راشدین کے طریقے کے مخالف ہو، سیرت خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے مخالف سمت چلنے والا ہرگز منزل مقصود کو نہیں پہنچ سکتا۔

ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی
کہ ایں راہ کہ تو می روی بترکستان ست

موضوع کی وسعت اور تاثیر

سید ولد آدم فخر دو عالم ﷺ کی سیرت مقدسہ ایسا وسیع اور ہمہ گیر جامع موضوع ہے کہ اس پر ہر زبان اور نظم ونثر میں اتنی کتابیں اور مقالے لکھے گئے اور لکھے جارہے ہیں کہ ان کا شمار نہیں کیا جاسکتا، اپنے تو اپنے غیروں نے بھی اس موضوع پر خوب خامہ فرسائی کی اور داد تحقیق اور تحسین حاصل کی مگر آخر میں

ع لا یمکن الثناء کما کان حقه (جیسا آپ ﷺ کا حق ہے آپ کی تعریف ممکن نہیں ہے) کہہ کر ع بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر (خدا کے بعد آپ ﷺ ہی بزرگ ہیں) کا اعتراف کرنا پڑتا ہے۔

آپ ﷺ کا حسن و جمال اور جاہ وجلال

آپ ﷺ کا حسن و جمال دنیا میں مشہور تھا اور حسن و جمال کے ساتھ شاہانہ جاہ وجلال بھی آپ ﷺ کو حاصل تھا، کسی کو یہ ہمت نہیں ہوتی تھی کہ آپ ﷺ

کی طرف نظر اٹھا کر دیکھے۔ خدا کی خدائی میں آپ ﷺ سے پہلے کبھی کوئی ایسا انسان پیدا نہیں ہوا اور اب تو ایسا پیدا ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا حضرت حسان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

واحسن منك لم ترقط عيني　　　واجمل منك لم تلد النساءٔ

خلقت مبرأ من كل عيب　　　كانك قد خلقت كما تشاءٔ

میری آنکھ نے آپ ﷺ سے زیادہ حسین نہیں دیکھا اور آپ ﷺ سے زیادہ خوبصورت کسی عورت نے نہیں جنا، آپ ﷺ ہر عیب سے پاک پیدا کیے گئے ہیں گویا کہ آپ ﷺ اپنی منشاء کے مطابق پیدا کیے گئے۔

کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

اے زلیخا اس کو نسبت اپنے یوسف سے نہ دے
اس پر سر کٹتے ہیں دائم اور اس پر انگلیاں

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ لم ار قبلہ ولا بعدہ مثلہ

میں نے آپ ﷺ جیسا صاحب کمال اور صاحب جمال نہ آپ ﷺ سے پہلے دیکھا نہ آپ ﷺ کے بعد۔

متنبّی شاعر نے اپنے ممدوح کیلئے بطور مبالغہ کے کہا تھا ؎

مضت الدهور وما اتين بمثله
ولقد اتى فعجزن عن نظرائه

زمانہ گزر گیا اس طرح کا نہیں لا سکا (یعنی ماضی میں ایسا کوئی پیدا نہ ہوا)
اور اب یہ آ گیا تو اس کی نظیر سے زمانہ یا عورتیں عاجز آ گئیں (یعنی بعد میں ایسا کوئی پیدا نہ ہوگا)

اپنے ممدوح کے حق میں تو شاعر کی یہ گپ شپ ہی تھی لیکن آنحضرت ﷺ کے حق میں یہ عین حقیقت اور واقعہ ہے۔

سیرت طیبہ کے پاکیزہ موضوع کا عجیب اور پر تاثیر ہونا کھلی آنکھوں مشاہدہ سے واضح ہے، سیرت کی کتاب کے پڑھنے والے کے دل پر حضور فداہ روحی ﷺ کے عشق ومحبت کی لہریں موجزن ہوتی جاتی ہیں، اور آپ ﷺ کی شان محبوبیت (بقول حضرت علی رضی اللہ عنہ من رآہ بداھة ھابہ ومن رآہ معرفة احبہ جو آپ کو اچانک دیکھتا وہ خوفزدہ ہو جاتا اور جو آپ کو ملتا جلتا رہتا وہ آپ کو محبوب بنالیتا تھا) اجاگر ہوتی جاتی ہے اور آپ ﷺ کی محبت میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مختصر تعارف

سب سے پہلے اس مضمون کی پیشانی پر لکھی ہوئی آیت کریمہ وما ارسلنٰك الا رحمة للعلمین کو بطور تعارف پیش کیا جاتا ہے۔

حق تعالیٰ جل شانہ نے اس آیت کریمہ میں آنحضرت ﷺ کا تعارف جس صفت سے فرمایا ہے وہ آپ ﷺ کا رحمة للعلمین ہونا ہے۔

عالمین عالم کی جمع ہے، جس میں ساری مخلوقات انسان، جن،

حیوانات، جمادات، سبھی داخل ہیں، رسول اللہ ﷺ کا ان سب چیزوں کیلئے رحمت ہونا اس طرح ہے کہ تمام کائنات کی حقیقی روح اللہ تعالیٰ کا ذکر اور اس کی عبادت ہے، یہی وجہ ہے کہ جس وقت زمین سے یہ روح نکل جائے گی اور زمین پر کوئی اللہ، اللہ کہنے والا نہ رہے گا تو ان سب چیزوں کی موت یعنی قیامت آ جائے گی، اور جب اللہ تعالیٰ کی عبادت کا ان سب چیزوں کی روح ہونا معلوم ہوگیا تو رسول اللہ ﷺ کا ان سب چیزوں کیلئے رحمت ہونا خود بخود ظاہر ہوگیا، کیونکہ اس دنیا میں قیامت تک ذکر اللہ اور عبادت آپ ﷺ ہی کے دم قدم اور تعلیمات سے قائم ہے، اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انا رحمة مهداة میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجی ہوئی رحمت ہوں۔

آنحضرت ﷺ کا نام نامی اسم گرامی محمد ہے۔اسم مبارک سے بھی آپ ﷺ کا حقیقی تعارف ہوتا ہے اور یہ ایسا محبوب نام ہے جو محامد اور تعریفات کا حامل اور جامع ہے، اس کی کسی قدر تشریح ان شاء اللہ آگے آ رہی ہے۔اس کے علاوہ آپ ﷺ کے اور بھی بہت سے اسماءِ مبارکہ ہیں جن سے آپ ﷺ کے تعارف کے ساتھ آپ ﷺ کی منقبت اور محبوبیت بھی واضح ہوتی ہے۔خود حضور اکرم ﷺ نے اپنا تعارف ایسے ہی اسماءِ مبارکہ سے کرایا ہے، اور اپنی منقبت بیان فرمائی ہے ارشاد عالی ہے:

انا محمد وانا احمد وانا الماحی الذی یمحو اللّٰہ بی الکفر وانا

الحاشر الذی یحشر الناس علی قدمی وانا العاقب والعاقب الذی لیس بعدہ نبی (بخاری ومسلم) میں محمد ہوں اور میں احمد ہوں اور مٹانے والا ہوں، اللہ تعالیٰ میرے ذریعہ کفر کو مٹائے گا،اور میں حاشر ہوں سب لوگ میرے قدموں پر اکٹھے کئے جائیں گے،اور میں عاقب ہوں اور عاقب وہ ہے جس کے بعد کسی کو نبوت نہ دی جائے۔

آنحضرت ﷺ کے اور بھی بہت سے اسماء گرامی ہیں مگر اس حدیث میں پانچ ناموں کا ذکر آیا ہے، غالباً آپ ﷺ کے مخصوص نام یا انبیاء سابقین کے صحیفوں میں زیادہ مشہور یہی پانچ نام ہیں۔حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

الاوانا حبیب اللّٰہ ولا فخر وانا حامل لواء الحمد یوم القیٰمۃ تحتہ آدم فمن دونہ ولا فخر وانا سید ولد آدم یوم القیٰمۃ واول من تنشق عنہ القبر واول شافع واول مشفع (مشکوٰۃ باب الفضائل) یادرکھو میں اللہ تعالیٰ کا محبوب ہوں اور یہ کوئی فخر کی بات نہیں ہے اور میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کا جھنڈا قیامت کے دن اٹھانے والا ہوں گا جس کے نیچے آدم اور اولا دآدم ہوگی اور یہ کوئی فخر کی بات نہیں اور میں قیامت کے دن ان تمام اولا دآدم کا سردار ہوں گا اور میں ہی وہ ہوں جس کی قبر سب سے پہلے کھلے گی اور میں ہی سب سے پہلے شفاعت کروں گا اور میری شفاعت سب سے پہلے قبول کی جائے گی۔

ارشاد ہے:

انا نبی الرحمة۔ میں رحمت کا نبی ہوں۔

انا رسول الرحمة۔ میں رحمت کا رسول ہوں۔

نیز ارشاد ہے:

انما انا رحمة مهداة۔

میں اللہ تعالیٰ کی وہ رحمت ہوں جو اس نے مخلوق کو عطا کی ہے۔

وانا اکرم الاولین والآخرین علی اللہ ولافخر۔

میری عزت اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے پہلے اور پچھلے لوگوں سے زیادہ ہے اور یہ کوئی غرور کی بات نہیں۔

اپنی نبوت کاملہ عامہ کا تعارف کراتے ہوئے ارشاد ہے: وارسلت الی الخلق کافة وختم بی النبیون انه لیس شیء من السماء والارض الا یعلم انی رسول اللہ الا عاصی الجن والانس۔ (دارمی، کنزالعمال، ص۴۰۱، ج۶) اور مجھے سب مخلوق کی طرف بھیجا گیا اور میرے آنے سے سب نبی ختم کر دیے گئے، زمین و آسمان کی ہر چیز جانتی ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں مگر نافرمان جن اور انسان (نہیں جانتے)۔

آپ ﷺ پر ایمان لانا ہی کافر اور مسلمان کے درمیان حد فاصل ہے، آپ ﷺ کا ایک اسم مبارک فرق (فرق کرنے والا) بھی ہے، چنانچہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے: محمد فرق بین الناس (مشکوٰۃ باب الاعتصام) محمد ﷺ لوگوں کے

درمیان فرق کرنے والے ہیں۔

یہ سب کے سب آپ کے اسماء گرامی ہیں ان سے آپ ﷺ کا تعارف ہورہا ہے، مگر ان میں سے کوئی اسم صفت ہے اور کوئی اسم علم ہے۔

ایک نام آپ ﷺ کا حمد ہے حمد اگر چہ مصدر ہے اس کے معنی ستودن (تعریف کرنے کے) ہیں، مگر آپ ﷺ پر مبالغہ کے طور سے اطلاق کردیا گیا، گویا آنخضرت ﷺ حق تعالیٰ کی مجسم حمد وثناء ہیں، اسی حمد سے ہی آپ ﷺ کے اسماء مبارکہ محمد، احمد محمود، حماد لیے گئے ہیں۔

محمد اور احمد کی مختصر تشریح

محمد کے معنی ہیں، ستودہ، پسندیدہ (تعریف کیا ہوا) اور احمد کے معنی ہیں بہت تعریف کرنے والا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی سب سے زیادہ حمد وثناء کرنے والے ہیں اور زمین وآسمان میں زیادہ آپ کی تعریف کی جارہی ہے، محمد کے معنی ہی یہ ہیں کہ وہ ذات ستودہ صفات جن کے واقعی کمالات اور محاسن کو محبت وعظمت کے ساتھ کثرت سے بار بار بیان کیا جائے، کیونکہ محمد تحمید کا اسم مفعول ہے اور تحمید باب تفعیل کا مصدر ہے اور باب تفعیل کی وضع ہی مبالغہ اور تکرار کیلئے ہوتی ہے۔

علامہ نوویؒ نے ابن فارس وغیرہ سے نقل کیا ہے کہ حق تعالیٰ نے آپ ﷺ کے گھر والوں کو الہام فرمایا اس لئے یہ نام رکھا (شرح مسلم ص ۲۶۱ ج ۲)

یہ دونا م قر آ ن شریف میں بھی مذکور ہیں ارشاد ہے محمدرسول اللّٰہ، محمد اللہ کے رسول ہیں (پ ۲٦) مبشرًا م برسول یاتی من بعد ی اسمہ احمد (پ ۲۸) اور اپنے بعد ایک آ نے والے (عظیم الشان) رسول کی بشارت دینے والا جس کا نا م احمد ہوگا، دنیامیں آ پ ﷺ نے اور آ پ ﷺ کی امت نے خدا تعالیٰ کی اتنی حمد وثناء کی کہ اتنی کسی نے نہیں کی،اس وجہ سے انبیاء سابقین نے آ پ ﷺ کے وجود با جود کی بشارت لفظ احمد کے ساتھ دی اور اللہ تعالیٰ نے آ پ کوسورۃ الحمد عطا کی۔

اور کھانے اور پینے اور سفر سے واپس آ نے کے بعد اور ہر دعا کے بعد آ پ ﷺ اور آ پ ﷺ کی امت کوحمد وثناء پڑھنے کا حکم دیا،اور آ خرت میں بوقت شفاعت آ پ ﷺ پر من جانب اللہ وہ محامد اور خدا تعالیٰ کی تعریفیں منکشف ہوں گی کہ جو نہ کسی نبی مرسل پراور نہ ملک منزل پر منکشف ہوئیں، اسی وجہ سے قیامت کے دن آ پ کومقام محمود اورلواء حمد عطا ہوگا،اس وقت تمام اولین وآ خرین جومیدان حشر میں جمع ہونگے وہ آ پ ﷺ کی حمد اور ثناء کریں گے کسی نے کیا خوب کہا۔

مقام تومحمو دونا مت محمد — بدنیساں مقامے ونامے کہ دارد

آ پ ﷺ کا مقام محمود اور آ پ ﷺ کا نام محمد ہے،ایسانا م اور مقام کون رکھتا ہے۔

خلاصہ یہ کہ حمد کے تمام معانی اور انواع واقسام آپ ﷺ کیلئے خاص کر دیے گئے ہیں۔

آپ ﷺ کی ختم نبوت کی طرف اشارہ

اللہ تعالیٰ اور آنحضرت ﷺ کے کلام میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر کام کے ختم کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء پسندیدہ اور مستحسن ہے، چنانچہ ارشاد ہے:

وقضی بینھم بالحق وقیل الحمد للہ رب العلمین (پ۲۴) ان کے درمیان حق کا فیصلہ کردیا گیا اور کہا گیا الحمد للہ رب العلمین۔

وآخر دعواھم ان الحمد للہ رب العلمین (پ۱۱) اہل جنت کی آخری دعا یہ ہوگی الحمد للہ رب العلمین۔

فقطع دابر القوم الذین ظلموا والحمد للہ رب العلمین (پ۷) ظالموں کی جڑ کاٹ دی گئی الحمد للہ رب العلمین۔

کلوا من رزق ربکم واشکروا لہ (پ۲۲) اپنے رب کے رزق کو کھاؤ اور اس کا شکر کرو۔

نبی کریم ﷺ نے شکر کی تفسیر حمد سے کی ہے، چنانچہ حدیث میں ہے افضل الشکر الحمد للہ سب سے افضل شکر الحمد للہ (کہنا ہے)۔

اور کھانے کے بعد الحمد للہ پڑھنے کی کثرت سے تاکید آئی ہے۔

جب سفر ختم ہوتا تو آپ ﷺ یہ پڑھتے :

آئبون تائبون عابدون لربنا حامدون ہم اللہ کی طرف رجوع ہونے والے توبہ کرنے والے اپنے پروردگار کی عبادت کرنے والے حمد وثناء کرنے والے ہیں۔

اور جب نماز ختم ہوتی تو یہ آیت شریفہ پڑھتے سبحان ربك رب العزة عما يصفون وسلام على المرسلين والحمد لله رب العلمين (پ ۲۳) آپ کا رب جو بڑی عظمت والا ہے ان باتوں سے پاک ہے جو یہ بیان کرتے ہیں اور سلام ہو پیغمبروں پر اور تمام تر خوبیاں اللہ ہی کے لئے ہیں جو تمام عالم کا پروردگار ہے۔

غرضیکہ آیات واحادیث سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ حمد کسی شے کے اختتام ہی کے بعد ہوتی ہے، اسی لئے حق تعالیٰ جل شانہ نے آپ ﷺ کا نام محمد اور احمد رکھا تا کہ انقطاع وحی اور نبوت ورسالت کے اختتام کی طرف اشارہ ہو (ماخوذ از سیرت المصطفیٰ ﷺ)

خصوصی شان خاتمیت کی مزید وضاحت

خاتم النبیین میں آپ ﷺ کی مخصوص شان اور تمام انبیاء علیہم السلام پر آپ ﷺ کا فائق ہونا واضح کیا گیا ہے۔

امام راغب نے مفردات القرآن میں فرمایا ہے: وخاتم النبوة اى

تممها بمجیئہ یعنی آپ ﷺ کو خاتم نبوت اس لئے کہا گیا کہ آپ ﷺ نے اپنے تشریف لانے پر نبوت کو ختم اور مکمل کر دیا۔

صفت خاتم الانبیاء ایک ایسی صفت ہے جو تمام کمالات نبوت ورسالت میں آپ ﷺ کی اعلیٰ فضیلت اور خصوصیت کو ظاہر کرتی ہے، کیونکہ عموماً ہر چیز میں تدریجی ترقی ہوتی ہے اور انتہاء پر پہنچ کر اس کی تکمیل ہوتی ہے اور جو آخری نتیجہ ہوتا ہے وہی اصل مقصود ہوتا ہے، قرآن کریم نے خود واضح کر دیا ہے:

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا (پ٦) آج میں نے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی ہے اور تمہارے لئے اسلام کو پسند کر لیا۔

انبیاء سابقین کے دین بھی اپنے اپنے وقت کے لحاظ سے مکمل تھے کوئی ناقص نہ تھا، لیکن کمال مطلق اسی دین مصطفوی کو حاصل ہوا جو اولین وآخرین کیلئے حجت، اور روز قیامت تک چلنے والا دین ہے (از سیرت رسول مقبول ﷺ)

عقیدہ ختم نبوت

یہ اسلام کے ان اساسی عقائد میں سے ہے جس کے بغیر آنحضرت ﷺ پر ایمان مکمل نہیں ہوتا، اور اس پر ایمان کا دارومدار ہے، چنانچہ علامۃ السید احمد بن محمد اسماعیل الطحطاوی الحنفی متوفی ١٢٣١ھ فرماتے ہیں:

ویشترط لصحۃ الایمان بہ صلی اللہ علیہ وسلم معرفۃ اسمہ

اذلا تتم المعرفة الا به و كونه بشرا من العرب و كونه خاتم النبيين اتفاقا لورود ذالك بالقواطع المتواترة (حاشیہ مراقی الفلاح ص ٦) آپ ﷺ پر ایمان کے صحیح ہونے کے لئے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا نام مبارک جاننا کیونکہ پہچان بغیر نام کے پوری نہیں ہوتی ، اور آپ ﷺ کو کامل ترین انسان ماننا، پھر سب کے بعد آپ ﷺ کو خاتم النبیین تسلیم کرنا اہم شرائط ہیں (جن کے بغیر کسی طرح بھی آپ ﷺ پر ایمان مکمل نہیں ہوسکتا) چونکہ یہ قطعی متواترات سے ثابت ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض خاص فضائل

ختم نبوت ورسالت، عموم بعثت ودعوت، مقام محمود، شفاعت کبریٰ ، معراج سبع سماوات، وغیرہ آپ ﷺ کے خاص فضائل اور ایسے مزایا ہیں جن سے سوائے آپ ﷺ کے اور کسی نبی کو سرفراز نہیں کیا گیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

فضلت على الانبياء بست اعطيت جوامع الكلم ونصرت بالرعب واحلت لي الغنائم وجعلت لي الارض مسجدا وطهورا وارسلت الى الخلق كافة وختم بي النبيون (مشکوۃ باب الفضائل) مجھے چھ چیزوں کے ساتھ انبیاء پر فضیلت دی گئی، مجھے جوامع الکلم عطا کئے گئے اور رعب کے ذریعہ میری مدد کی گئی، اور میرے لئے مال غنیمت حلال کردیا گیا، اور میرے لئے تمام زمین کو مسجد اور پاک کرنے کا ذریعہ بنا دیا گیا، اور مجھے تمام مخلوق

کی طرف بھیجا گیا، اور مجھ پر تمام نبیوں کو ختم کر دیا گیا۔

اسی طرح آپ ﷺ کو وہ آیات بینات، محاسن اخلاق، فضائل وشمائل، علوم ومعارف، عطا فرمائے جو آپ ﷺ ہی کے ساتھ خاص ہیں کسی اور نبی ورسول کو عطا نہیں فرمائے گئے خصوصاً قرآن کریم کا معجزہ تو ایسا روشن معجزہ ہے کہ جس کے سامنے موافق ومخالف سب ہی کی گردنیں خم ہیں۔ آنحضرت ﷺ کے معجزات میں سب سے بڑا علمی معجزہ قرآن کریم ہے، یہ معجزہ تمام انبیاء علیہم السلام کے معجزات سے بڑھا ہوا ہے، ایسا معجزہ اور کسی پیغمبر کو عنایت نہیں ہوا، سب انبیاء ومرسلین کے معجزے ایک خاص وقت میں ظاہر ہوئے اور معجزہ قرآن ایسا معجزہ ہے جس کی جانب زوال وانقطاع کو راہ نہیں، ابتداء نزول سے لے کر اب تک اسی طرح بلا تغیر وتبدل اور بلا کم وکاست باقی اور محفوظ ہے، اور یہ معجزہ تا قیام قیامت اسی طرح باقی رہے گا جس طرح آپ ﷺ پر نازل ہوا (از سیرت المصطفیٰ ﷺ)

مقصد ختم نبوت

غرضیکہ آپ ﷺ میں خصائص نبوت اور دلائل رسالت تمام انبیاء سے زیادہ صاف اور روشن ہیں، اور روایات کے لحاظ سے سب سے زیادہ صحیح اور شبہات سے نہایت درجہ بعید بلکہ پاک اور منزہ ہیں۔

نبوت ورسالت کا سب سے اہم اور اعظم پہلو وہ دینی عقائد اور عبادات اور آداب واخلاق اور احکام ومعاملات کا معاملہ ہے، دوسرا پہلو دلائل نبوت اور

براہین یعنی معجزات کا ہے۔تیسرا پہلو پیشنگوئیوں کا ہے۔چوتھا پہلو اصلاح عالم کا ہے۔پانچواں پہلو اثر ہدایت کا ہے۔آنحضرت ﷺ ان پانچوں باتوں میں تمام انبیاء اور مرسلین سے بڑھ کر ہیں۔

بعثت انبیاء کی ضرورت اور مشروعیت جہاد فی سبیل اللہ کی حکمت

حضرات انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کا مبعوث ہونا حق تعالیٰ جل وعلی شانہ کی ایسی عظیم الشان نعمت ہے کہ ہر بن مو کی اگر زبان بن جائے تو بھی کسی طرح اس نعمت کبریٰ کا شکر ادا نہیں ہوسکتا، اگر ان حضرات کا وجود نہ ہوتا اللہ جل شانہ کی ذات وصفات کی ہم گمراہوں کو کون ہدایت کرتا اور مولائے حقیقی کی مرضیات اور نامرضیات سے ہم کو کون آگاہ کرتا، اور اس معبود برحق کی عبادت اور بندگی کے طریقے کون سکھاتا، ہدایت اور ضلالت، سعادت اور شقاوت کا فرق کون سمجھاتا، معاش اور معاد اور دین اور دنیا فقیری اور حکمرانی اور عدل عمرانی کی راہیں ہم کو کون سمجھاتا، مسجد کا امام بھی ہو اور امیر مملکت بھی ہو یہ امر سوائے حضرات انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے کوئی نہیں بتلاسکتا، ہماری ناقص عقلیں بغیر نورِ نبوت کی راہنمائی اور ہدایت کے بالکل معطل اور بے کار ہیں، نور عقل وبصیرت سے حق وباطل کا فرق جب ہی نظر آسکتا ہے کہ جب نور نبوت اور شمع ہدایت اس کی ہادی اور راہنما ہو ضلالت وگمراہی کی شب تاریک میں عقل کی روشنی کام نہیں دیتی اس کے ساتھ نور نبوت کی ضرورت ہوتی ہے، عقل بھی اگر چہ حجت

ہے مگر نا تمام ہے، حجت تو انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی بعثت ہے جس پر آخرت کے دائمی عذاب وثواب اور جزاوسزا کا مدار ہے، عقل محض خداوند ذوالجلال کے اسماء حسنٰی اور صفات اعلیٰ اور اس کی مرضیات اور نامرضیات کو بغیر حضرات انبیاء علیھم الف الف صلوات اللّٰہ کی تعلیم وارشاد کے ہرگز نہیں پہچان سکتی۔

حق تعالیٰ جل شانہ نے حضرت آدم علیہ السلام سے اس سلسلہ بعثت انبیاء علیہم السلام کا آغاز فرمایا اور آپ کے بعد بندوں کی ہدایت وراہنمائی کے لئے پیغمبر بھیجے تاکہ لوگوں کو مولائے حقیقی کی اطاعت کی دعوت دیں اور اس کی نافرمانی سے روکیں، مطیع اور فرمانبرداروں کو جنت کی بشارت سنائیں، نافرمانوں اور سرکشوں کو جہنم سے ڈرائیں، جو سعید اور خوش نصیب تھے انہوں نے اس نعمت کبریٰ کی قدر کی اور خود کو حضرات انبیاء علیہم السلام کے فرمودات اور ارشادات کے تابع کردیا، اور جو بے نصیب تھے انہوں نے اس نعمت کبریٰ کی ناقدری کی اور احکامات شرعیہ اور اوامر الٰہیہ کی بجا آوری کی بجائے نفسانی خواہشات کی پیروی کی اور اغوائے شیطانی سے انبیاء علیہم السلام کے انکار وتکذیب بلکہ دشمنی اور مقابلہ پر اتر آئے، انبیاء علیہم السلام عرصہ دراز اور مدت مدید تک ان کو شفقت ومہربانی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتے رہے اور اپنی مخلصانہ نصائح اور مشفقانہ مواعظ سے امت کی اصلاح میں سعی بلیغ کرتے رہے، مگر بدنصیب اللہ تعالیٰ سے قریب ہونے کے بجائے دور ہی ہوتے چلے گئے۔ جب ان سرکشوں کی شرارت

بڑھتی چلی گئی اورخدا تعالیٰ کے پرستاروں کوخدا تعالیٰ قدوس کا نام لینا دشوار ہوگیا اورانبیاء اللہ اوران کے اصحاب اور متبعین کے تکلیف اورتعذیب اور استہزاء اور تمسخر پر تل گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر دنیا میں طرح طرح کے عذاب نازل فرمائے، عذابوں سے مومنین کوتو بچایا اور منکرین ومکذبین کو ہلاک وبرباد کیا۔

غرضیکہ جب سے خداوند عالم کی نافرمانی اوراس احکم الحاکمین اور نائبین یعنی انبیاء مرسلین صلوات اللہ السلام اجمعین سے بغاوت اور سرکشی کا سلسلہ جاری ہے اسی وقت سے ان مکذبین کی تعذیب اور بربادی اور قسم قسم کے عذابوں سے ان کی ہلاکت اور رسوائی کا سلسلہ بھی جاری ہے جو عین حکمت اور عین مصلحت ہے۔ پس جس طرح پہ آسمانی اور زمینی عذاب ملائکۃ اللہ کے ہاتھوں سے دیا جاتا تھا اور عین حکمت ومصلحت تھا اسی طرح خود حضرات انبیاء ومرسلین اوران کے اصحاب و متبعین کے ہاتھوں سے بھی منکرین اور مکذبین کوعذاب دینا عین حکمت وصواب ہے اور جہاد میں یہی ہوتا ہے کہ منکرین اور مکذبین کو انبیاء اوران کے متبعین کے ہاتھوں عذاب اور سزا میں مبتلا کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :قاتلوھم یعذ بھم اللہ بایدیکم (پ۱۰) ان سے قتال کروتا کہ اللہ ان کوعذاب دے تمہارے ہاتھوں سے۔ بلکہ فرشتوں کی بجائے انسانوں کے ہاتھوں سے جہاد وقتال کی شکل میں عذاب الٰہی کا ظہور ایک خاص رحمت ہے، اس لیے کہ فرشتوں کے ذریعہ سے جن امتوں کو ہلاک کیا گیا ان کو مہلت نہیں ملی اور جن امتوں سے انبیاء ومرسلین

اوران کے متبعین نے جہاد وقتال کیا ان کو مہلت ملی، چنانچہ بہت سے لوگوں نے تائید ربانی اور حمایت رحمانی دیکھ کر حق کے سامنے ہتھیار ڈال دیے اور حق کو قبول کرلیا۔

مشروعیت جہاد کی ایک اور حکمت

حق تعالیٰ کا ارشاد ہے: ولو یشاء اللہ لا نتصر منھم ولکن لیبلو بعضکم ببعض (سورۃ محمد پ ۲٦) اگر اللہ چاہتا تو ان سے (خود ہی آسمانی اور زمینی عذابوں کے ذریعہ) انتقام لے لیتا پر جانچنا چاہتا ہے تمہارے ایک سے دوسرے کو۔

اس آیت کریمہ میں حق تعالیٰ شانہ نے ارشاد فرمایا کہ اس امت میں کفار سے جہاد وقتال کی مشروعیت درحقیقت ایک رحمت ہے کیونکہ وہ آسمانی عذابوں کے قائم مقام ہے کیونکہ کفر وشرک اور اللہ تعالیٰ سے بغاوت کی سزا پچھلی قوموں کو آسمانی اور زمینی عذابوں کے ذریعہ دی گئی، امت محمدیہ میں ایسا ہوسکتا ہے مگر رحمۃ للعالمین کی برکت سے اس امت کو ایسے عذابوں سے بچالیا گیا اور اس کے قائم مقام جہاد شرعی کو کردیا گیا جس میں بہ نسبت عذاب عام کے بڑی سہولتیں اور مصلحتیں ہیں، اول تو یہ کہ عذاب عام میں پوری قومیں مرد، عورت، بچے، سبھی تباہ ہوتے ہیں اور جہاد میں عورتیں بچے تو مامون ہیں، مرد بھی صرف وہی اس کی زد میں آتے ہیں جو اللہ کے دین کی حفاظت کرنے والوں کے مقابلہ

پر قتال میں آ کھڑے ہوں، پھر اس میں بھی سب مقتول نہیں ہوتے ان میں بہت سے لوگوں کو اسلام وایمان کی توفیق نصیب ہو جاتی ہے۔ نیز جہاد کی مشروعیت کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اس کے ذریعہ جہاد وقتال کے دونوں فریق مسلمان اور کافر کا امتحان ہو جاتا ہے کہ کون اللہ تعالیٰ کے حکم پر اپنی جان ومال نثار کرنے کو تیار ہو جاتا ہے اور کون سرکشی اور کفر پر جما رہتا ہے یا اسلام کے روشن دلائل کو دیکھ کر اسلام قبول کر لیتا ہے۔

(معارف ص ۳۰ ج ۸)

مشروعیت جہاد بھی نبی رحمت کی عالمگیر رحمت کا ہی ایک رحیمانہ پہلو ہے

سابقہ تحریر سے اجمالی طور پر مشروعیت جہاد کی ضرورت اور بعض حکمتوں کا علم ہو کر ناظرین پر یہ واضح ہو گیا ہو گا کہ اسلام میں جہاد کی مشروعیت بھی نبی رحمت کی عالمگیر رحمت کا ہی ایک رحیمانہ پہلو ہے، اور یہ بھی آپ ﷺ کی رحمۃ للعالمینی کی وسعت اور ہمہ گیری ہی کا کرشمہ ہے، کہ پہلی امتوں پر ہلاکت کی جو مختلف صورتیں بطور عذاب کے آیا کرتی تھیں ان کی بجائے جہاد وقتال کی شکل میں عذاب الٰہی کا ظہور ہوا۔ اول تو پہلے عام عذابوں کی بہ نسبت جہاد کی مشروعیت ہی ایک خاص رحمت ہے، پھر عین جہاد بھی اپنے مخالف برسر پیکار دشمنوں کے ساتھ رحم کا سلوک کیا جاتا ہے اور ان کے مثلہ وغیرہ کرنے کی اجازت نہیں دی جاتی اور فتح حاصل کرنے کے بعد بھی کافروں کو اپنے مذہب پر رہتے ہوئے اس

سایہ رحمت میں زندگی بسر کرنے کی اجازت اسلام نے دی ہے۔

اسلامی حکومت میں رہنے والے کافروں کے ساتھ سلوک

غیر مسلم جو اسلامی حکومت میں رہتے ہوں وہ ازروئے احکام اسلام عدالتی اور شہری احکام میں مسلمانوں کے برابر ہیں ان کی جان اور مال اور آبرو کی حفاظت مسلمانوں اور اسلامی حکومت کی ذمہ داری اور اس کا فرض ہے بشرطیکہ وہ غداری اور خفیہ سازشیں نہ کریں دشمن اور غیر دشمن محارب و غیر محارب کے احکام میں فرق کرنا تمام عقلاء کے نزدیک مسلّم ہے۔ (ماخوذ از سیرت المصطفیٰ)

غرضیکہ کفر و شرک کو مٹانے کیلئے کفار کو پست کرنا اور ان کے مقابلہ میں جہاد کرنا بھی عین رحمت ہے جس کے ذریعہ سرکشوں کو ہوش آ کر ایمان اور عمل صالح کا پابند ہو جانے کی امید کی جا سکتی ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انا رحمۃ مھداۃ یرفع قوم و خفض آخرین (ابن کثیر) میں اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی رحمت ہوں تا کہ (اللہ تعالیٰ کے ماننے والی) ایک قوم کو سر بلند کر دوں اور دوسری قوم (جو اللہ کا حکم ماننے والی نہیں) کو پست کر دوں۔

مشروعیت جہاد کی ایک اور حکمت

قرآن کریم میں جہاد و قتال کی حکمت کا اور اس کا بیان ہے کہ یہ کوئی نیا حکم نہیں پچھلے انبیاء اور ان کی امتوں کو بھی قتال کفار کے احکام دیے گئے ہیں اور

اگرایسا نہ کیا جاتا تو کسی مذہب اور دین کی خبر نہ تھی سارے ہی دین ومذہب اوران کی عبادت گاہوں کوگرادیا جاتا۔ چنانچہ قرآن کریم میں حق تعالیٰ کاارشاد ہے:ولولادفع اللّٰہ الناس بعضھم ببعض لھدمت صوامع وبیع و صلوٰت ومساجد الایۃ (پ۱۷)اوراگر یہ بات نہ ہوتی کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کاایک دوسرے سے زور نہ گھٹاتارہتاتو نصاریٰ کے خلوت خانے اور عبادت خانے اوریہود کے عبادت خانے اوروہ مسجدیں سب منہدم ہوگئے ہوتے۔

مطلب یہ ہے کہ اگر کفار سے قتال کے احکام نہ آتے اور جہاد شروع نہ ہوتا تو کسی زمانہ میں بھی کسی مذہب وملت کیلئے امن کی جگہ نہ ہوتی۔معلوم ہوا کہ جہاد کی مشروعیت کی ایک حکمت امن عالم کاقیام اورتحفظ شعائر اسلام بھی ہے تا کہ مسلمان عزت کے ساتھ زندگی بسر کریں اورامن وعافیت کے ساتھ خدا کی عبادت اوراطاعت کرنے میں کافروں سے کوئی خطرہ نہ رہے۔

اسلام کافروں کی ایسی شوکت وغلبہ کا مخالف ہے کہ جواسلام اور اہل اسلام کے لئے خطرہ کاباعث ہواوران کی عزت نفس اس سے مجروح ہوتی اور مذہبی آزادی میں خلل آنے کاخطرہ،ہواسی لئےوقاتلوھم حتی لاتکون فتنۃویکون الدین کلہ للّٰہ (پ۹)میں فتنہ سے کفر کی قوت وشوکت کافتنہ مراد ہے۔اورویکون الدین کلہ للّٰہ سے دین کاظہوراورغلبہ مراد ہےاسی کودوسری آیت لیظھرہ علی الدین کلہ ،میں بیان فرمایا گیا ہےیعنی دین کواتنا

غلبہ اور قوت حاصل ہو جائے کہ کفر کی طاقت سے اس کے مغلوب ہونے کا احتمال باقی نہ رہے ، اور دین اسلام کو کفر کے فتنہ اور خطرہ سے بالکلیہ اطمینان حاصل ہو جائے ۔حضرت اقدس آنحضرت ﷺ کی سیرت کا یہ پہلو نہایت وسیع ہے حقیقت جہاد اور اغراض کے علاوہ جہاد کے اقسام اقدامی ، دفاعی ، اسلام اور جبر ، اور مسئلہ غلامی وغیرہ مختلف عنوانوں پر پھیلا ہوا ہے ۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت اور سیرت دلیل نبوت ہے

حقیقت تو یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی صورت اور سیرت اور آپ ﷺ کے بے مثال اخلاق فاضلہ اور اعمال حسنہ وجمیلہ ، اور آپ ﷺ کے کمالات علمیہ وعملیہ میں اہل عقل کیلئے آپ ﷺ کی نبوت ورسالت کی دلیل عقلی تھی جو شخص آپ ﷺ کی صورت اور سیرت کا مشاہدہ کرتا وہ بالبداہت اس بات کا یقین کر لیتا کہ جس ذات بابرکات میں ایسے اخلاق اور ایسے اعمال اور ایسے کمالات علمیہ وعملیہ جمع ہوں جو نہ کسی نے دیکھے ہوں اور نہ سنے ہوں وہ ذات بلاشبہ برگزیدہ خداوندی ہے جس کو حق تعالیٰ نے تمام عالم سے ایک ممتاز اور جدا صورت اور سیرت پر پیدا کیا ہے ۔

انتخاب دفتر تکوین عالم ذات او | برتر از آیات جملہ انبیاء آیات او
مشرق صبح وجود ماسوا مشکوٰۃ او | مستنیر از طلعت او ہر قریب و ہر بعید

(از حضرت علامہ محمد انور شاہ الکشمیری رحمہ اللہ)

وآخردعوانا ان الحمدللّٰہ رب العالمین وصلی اللّٰہ تعالی علی خیرخلقہ محمد وآلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین ۔آمین

کتبہ الاحقرالافقرالسید عبدالشکورالترمذی الراجی رحمة ربہ الغفور الرحیم وبشفاعة نبیہ الکریم والہ واصحابہ اجمعین، برحمتك یا ارحم الراحمین۔

۵ربیع الثانی ۱۴۱۲ھ ۱۴/اکتوبر ۱۹۹۱ء